

حقیقتِ ہجرت

سنہ ہجری کے پہلے مہینہ کا سبق

(خطبہ جمعہ المبارک محرم الحرام ۱۴۳۵ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلہِ الْکَرِیْمِ

محترم بزرگو! مسلمانوں کے حساب کتاب کے لحاظ سے سنہ ہجری کا آغاز محرم الحرام کے مہینہ سے ہوتا ہے۔ تو گویا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ کی راہ میں خوشی و اقارب اور ملک چھوڑنے کے تیرہ سو پچاس سال گزر گئے۔ مسلمان کا ہر کام اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے قومی کارنامے ہوں یا انفرادی، خوشی ہو یا غمی، دین کے کام ہوں تو بھی اللہ کی رضا کی خاطر، دنیا کے ہوں تب بھی اعلاء کلمۃ اللہ کے مقصد سے، گویا مسلمان کی ساری زندگی اللہ کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔ اسلام اسے زندگی کے ہر موقع پر غمی اور خوشی میں دنیاوی اور معاشی امور میں غرض ہر عمل میں خدائی تعلق سکھاتا ہے۔ مثلاً عید دنیا کی تمام اقوام مناتی ہیں۔ لیکن بعض تو یومِ بہار کی آمد کے موقع پر کہ موسم اچھا ہے میلہ لگانا چاہئے بعض اس وجہ سے کہ انہیں اس دن اپنے دشمن پر فتح نصیب ہوئی، کسی قوم و ملک کو قبضہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ بعض لوگ قومی تہوار کے طوع پر کہ وہ دن ان کے کسی رہنما، لیڈر اور نجات دہندہ کا یومِ پیدائش ہوتا ہے۔ مگر اسلام نے ہمیں سال بھر میں دو عیدیں دیں اور دونوں کی بنیاد عبادت اور بندگی پر رکھی گئی ہے۔ عیدِ الاضحیٰ یا عیدِ الفطر دونوں میں جذباتِ عبدیت کا اظہار ہے۔ یہی حال مسلمانوں کے سنوی نظام اور قمری حساب کا ہے۔ ہر قوم نے اپنا حساب و کتاب رکھنے کیلئے ایک تاریخِ مقررہ کی ہے۔ اور ایک خاص واقعہ سے اپنے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہمارے ملک میں عیسوی سنہ کی قبولیت ہے۔ اور انگریزوں کے اثرات کی وجہ سے انگریزی سنہ رائج ہے۔ جس کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کا بکرہ حساب بھی رائج ہے۔ مگر مسلمانوں کا نیا سال ”ہجرت سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس

مناسبت سے اس کا نام بھی ہجری رکھا گیا ہے۔ دنیا کی اقوام اپنے حساب اور سن میں ان امور کا لحاظ رکھتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں دن پیدا ہوا یا فلاں بادشاہ تخت نشین ہوا جس کی خوشی میں اس دن کو اہمیت دے دی جاتی ہے مسلمانوں کے ہاں بھی ایسے انقلابی ایام اور فتوحات کا میاہوں کی کمی نہ تھی۔ جس دن حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہوئی۔ وہ تاریخ کا ایک انقلابی دن تھا۔ اور اللہ کی طرف سے انسانیت پر انعام کا سب سے بڑا مظاہرہ۔ مگر مسلمانوں کے سنہ کیلئے واقعہ ہجرت کا انتخاب کیا گیا۔ کہ حضور کی پیدائش تو ایک تکوینی انعام ہے، بندوں کے اختیار میں نہیں۔ مسلمان کی زندگی کے ہر نئے سال کا آغاز تو ایسے وقت سے ہونا چاہئے کہ اسے سال کے بارہ مہینے عمل اور قربانی، بندگی اور جان سپردگی کا ایک سبق ملتا ہے۔ گویا اسلام نے اس میں بھی عمل کا اعتبار کیا جو اختیاری چیز ہے، تکوینی نہیں۔ سال کے نئے ہونے کے ساتھ ہی ہمیں ہجرت کا درس دیا گیا، جو پورے سال میں ہر تاریخ کو ہجری کی صورت میں دہرایا جاتا ہے۔

تو ہجرت کیا ہے؟ اس کا معنی و مقصد کیا ہے؟ اس کے ظاہری اور معنوی مطالب کیا ہیں؟ ہجرت کا معنی کسی چیز کو ترک کر دینا اور اس سے جدائی اختیار کر لینا ہے۔ تو اسلامی ہجرت اللہ کی رضا اور اس کے دین کی خاطر اپنی جان و مال، ملک اور جائیداد، دوست، احباب اور اہل و عیال چھوڑ دینا ہے۔ اور اسلام کا پہلا سبق پہلے دن سے یہی ہے کہ ہر چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے۔ اور کسی خواہش اور آرزو پر اپنا اختیار نہ رہے۔ اسلام کا معنی ہی سپردگی اور تفویض ہے۔

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بآل حق الجنة (اللہ تعالیٰ ہم سے ہماری جان

اور مال (سب کچھ) جنت کے بدلے خرید چکا ہے۔)

ایک شخص جو دائرۃ اسلام میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے کہ اے اللہ میری عزت میری آبرو، میرا مال و دولت، حکومت و سلطنت تیرے سپرد ہے۔ مجھے اس کے عوض جنت دے۔ ظاہر ہے کہ جب ایک چیز کسی پر فروخت کر دی جائے تو بائع (فروخت کرنے والا) کو اس میں تصرف کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ خریدنے والے کی مرضی ہوتی ہے کہ جہاں چاہے اب اسے کام میں لگا دے۔ اگر امانت عارضی طور پر بائع کے ساتھ چھوڑ بھی دیتا ہے۔ تو جب چاہے بائع انکار نہیں کر سکتا۔ اور اسے واپس کر دیتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے بھی تقاضے ہیں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ مگر اسے نباہنا مشکل ترین کام ہے۔ کیونکہ اس دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں اسکی مرضی کی خاطر فروخت کر دیا۔ پھر یہ بھی اللہ کی شان کر لی ہے کہ جو چیزیں ہم نے بیچ دیں وہ بھی ہماری

نہیں بلکہ اُس کی دی ہوئی تھیں۔ اور اگر ہم نے یہ سب کچھ اس کی راہ میں قربان کر بھی دیا تو اُسی کا تھا ہمارے پاس تھا کیا کہ اس کے بدلے جنت کے طلبگار ہوں۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اگر ہماری زمین و دولت ہے، جان و جسم ہے۔ روح اور زندگی ہے۔ سب کچھ اس کا عطا کردہ ہے۔ اور یہ اس کا کمال کرم ہے کہ اس کے مانگنے کے وقت اسے بیع اور خرید و فروخت کا نام دیا۔ یہ بیع و شراء حقیقی کتب ہو سکتی ہے۔ گویا ایسی مثال ہے کہ معصوم بچے کو مٹھائی اور کھلنے دے جائیں پھر اُسے پیسے دے کر اُس کے عوض اُس سے مانگے جاتے ہیں۔ وہ خوش ہوتا ہے کہ میں نے انہیں کوئی چیز دے کر پیسے حاصل کر لئے۔ عرض اللہ نے دیا، پھر فرمایا کہ مجھ پر فروخت کر دو۔ میں تمہیں جنت دے دوں گا۔ اب جو ہوشیار ہو وہ فانی اور ناپائیدار چیزوں کو ابدی نعمت جنت پر بہ ہزار خوشی قربان کر دے گا۔ عرضِ عمل کا تقاضا جو ہوتا ہے اس کا میدان بھی خداوند کریم خود تیار کر رہے ہیں۔ اس ہجرت میں بھی عمل کی تعلیم ہے۔ وہ عمل جو ہجرت کی شکل میں سید الکائنات سردارِ دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے با عظمت صحابہؓ نے اختیار کیا۔ وہ صحابہؓ کہ روئے زمین پر انبیاء کے بعد خدا نے اُن جیسی بہترین مخلوق پیدا نہیں کی۔ اور انبیاء کے بعد انسانیت میں اُن سے افضل ہستیاں پیدا نہ ہو سکیں۔ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی وغیرہم رضی اللہ عنہم ان سب نے ہجرت کی شکل میں انسانی خواہشات کی قربانی دی اور اللہ کی راہ میں تمام موانع توڑ ڈالے۔

محرم الحرام کے آغاز سے ہی ایک مسلمان سوچ میں پڑ جاتا ہے۔ اور اس کا ذہن اس تاریخ کی طرف متقل ہو جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ مال و اولاد، اعزہ و اقارب کو خیر باد کہا۔ اللہ کے دین کی خدمت و اشاعت کے لیے نہ ہو سکی کہ کفار کا غلبہ تھا۔ اپنے پرانے سب مقابلہ میں آئے، مکہ کے ارد گرد طائف، جدہ، حنین کا بھی یہی حال تھا۔ تیرہ برس کیا کیا تکالیف اٹھائیں۔ اور جب یقین ہوا کہ اس علاقہ میں دین کا پودہ پھل پھول نہیں سکتا، زمین شرمیدہ ہے تو اللہ کے حکم سے اپنے جائے پیدائش اور آبائی شہر کو الوداع کہہ دیا۔ اور روڈھائی سو میل دور مدینہ طیبہ کو دین کی خدمت کا مرکز بنا ڈالا۔

بظاہر ایثار و قربانی کا یہ مظاہرہ۔ اپنا قبیلہ و کنبہ چھوڑ کر ایک اجنبی مسافر اور نو وارد بن جائے بہت مشکل ہے۔ مگر مسلمان کو اس کے پیغمبر نے علی نمونہ سکھایا کہ تمہارے لئے تو یہ سب کچھ آسان ہے کہ سارا ملک خدا کا ہے۔ تمہاری مال و متاع اس کی چند روزہ امانت ہے۔ اور جب اس کی راہ میں

اس سے دست بردار ہونے کا موقع آتا ہے۔ تو ہمیں کیا مجال دم ہے۔ غرض حضورؐ کے اس ایک عمل ”ہجرت“ میں دین کا سارا خلاصہ سمٹ آیا ہے۔ آج کل بعض لوگوں کو دین کے ست نکالنے کا ضبط ہے۔ کیونکہ سائنس اور فلسفہ کا زمانہ ہے۔ ہر چیز کا جوہر تلاش کیا جاتا ہے۔ مگر اسلام سارے کا سارا جوہر اور ست ہے۔ اس کے ظاہر و باطن دونوں میں جوہر ہی جوہر ہے۔ فضلہ اور زائد کوئی چیز نہیں۔ اگر اسلام کا ایک جزر لا یتجزی بھی چھانا جائے تو ناممکن ہے کہ اس میں سے کوئی زائد اور غیر ضروری چیز نکل سکے۔ دین سراسر خلاصہ اور ست ہے۔

محرم جوہر ہجرت کا مہینہ ہے، ہمیں یہ سبق بھی دیتا ہے کہ جب ایک مسلمان اپنا گھر بار، ملک و وطن اللہ کی راہ میں چھوڑ سکتا ہے۔ تو ناممکن ہے کہ اُن سارے اعمال و انحال سے کنارہ کش نہ ہو جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مرضی کے خلاف ہوں۔ ناممکن ہے کہ ایک مسلمان مسلمان بھی ہو، جو، شراب نوشی، حرام کاری، ظلم و عدوان، گناہ اور معصیت بھی کرے۔ بلکہ اسے تو ان سب چیزوں سے ہجرت کرنی ہوگی۔ جب ایک شخص اللہ کی مرضی کی خاطر اپنی ساری کائنات چھوڑتا ہے۔ تو کیسے ممکن ہے کہ وہ بے نمازی، بدعہ، بے میاں کو ترک نہ کرے۔ غرض حضورؐ اقدسؐ اور ان کے صحابہؓ نے ہجرت کی شکل میں یہ درس دیا کہ یہ مال و متاع آخرت کا ذریعہ ہے، اصل چیز دین ہے، دنیا نہیں۔ اور جو دنیا، جو قبیلہ، جو قوم اللہ کی راہ میں رکاوٹ بنے اسے ابدی مسرت اور دائمی مرضیات الہی حاصل کرنے کی خاطر چھوڑ دیا جائے کہ دنیا تو دوس اور امریکہ کا مقصد ہے مسلمان کا نہیں۔ مسلمان تو اس دنیا پر جو دین کا ذریعہ نہ بنے لعنت بھیجتا ہے۔ اور ایسی ہی دنیا۔ اور ہے اس حدیث میں کہ فرمایا حضورؐ نے کہ ”دنیا اور جو کچھ اس میں ہے طعون ہے۔ مگر اللہ کی یاد (ذکر اللہ) اور جو چیزیں اس کا ذریعہ ہیں“ دوسری نصیحت ہمیں اس مہینہ سے شہادت سیدنا حسینؑ کی شکل میں حاصل ہو رہی ہے۔ (باقی آئندہ شمارے میں)

بقیہ : بلا سود بنکاری

۵۔ جو ہر اپنے اور کارپوریشن سے لئے ہوئے سرمایہ سے کاروبار کریں گے وہ اپنے اس کاروبار کی مالیت کا بیمہ کرائیں گے، جس کا سالانہ چندہ (پیمہ) وہ ادا کریں گے، تاکہ پوری مالیت کا تحفظ ہو سکے۔ کیا اسلامی نقطہ نظر سے کارپوریشن کا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ اس کے علاوہ کوئی اور مزید ہدایات بھی دی جاسکتی ہیں۔ تاکہ یہ پوری طرح اسلامی نقطہ نظر سے کلام کرے۔

دستخط (امجد ارشد) منجنگ ڈائریکٹر
بلا سود بنک، کوآپریٹو سرمایہ کاری و مالیاتی کارپوریشن ٹیمینڈ۔
صدر کوآپریٹو مارکیٹ، دکتوریہ روڈ، کراچی۔